پہلی اکائی

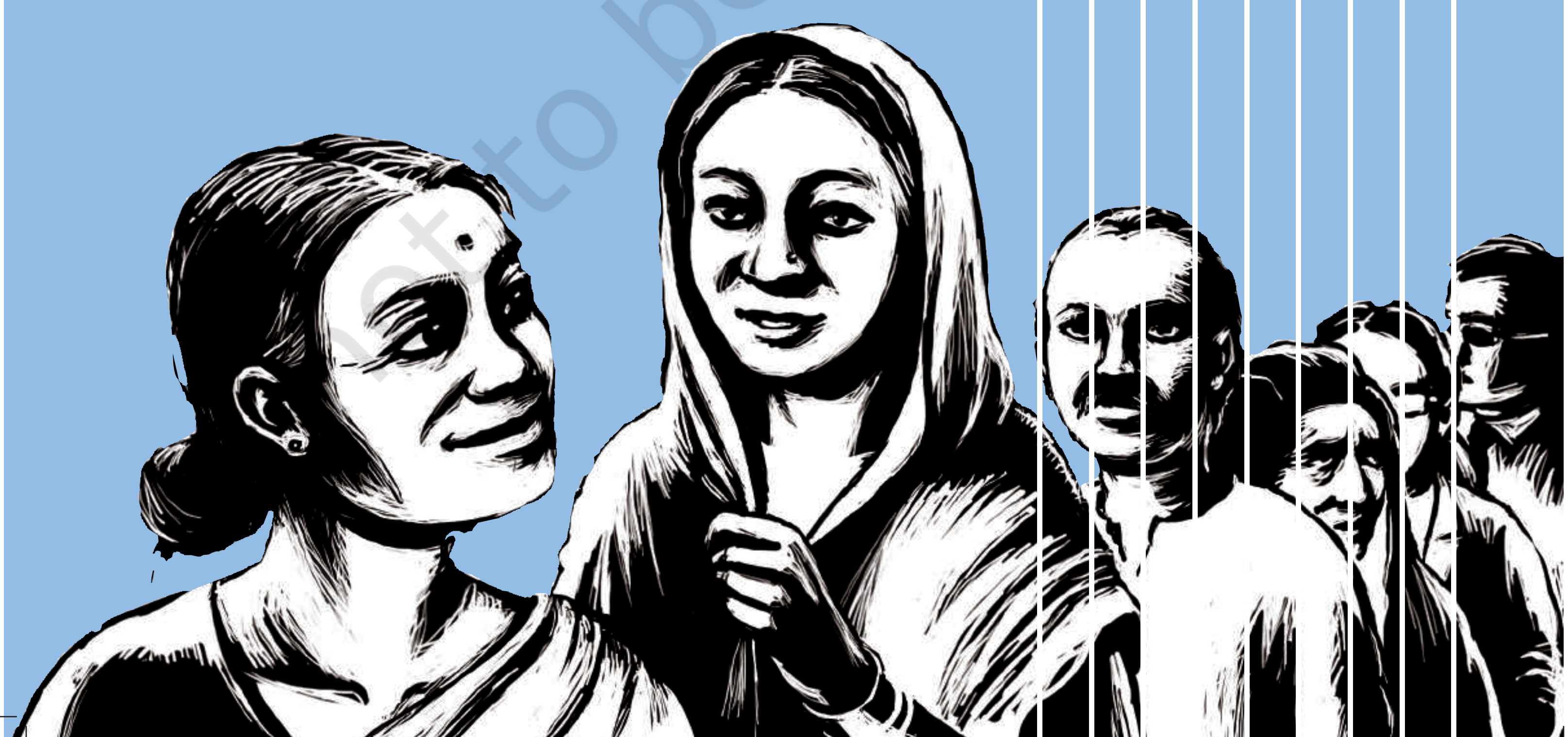

© NCERT not to be republished

© NCERT
not to be republished

ہندوستانی جمہوریت میں مساوات (Equality in Indian Democracy)

استاد کے لیے نوٹ

اس اکائی میں طلبا کو ہندوستان کے خاص پس منظر میں جمہوریت میں مساوات کے اہم کردار سے متعارف کرایا گیا ہے۔ ہندوستان کا آئین اپنے ہرشہری کو برابری کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے باوجود ہندوستانی عوام کی روز مرہ کی زندگی مساوات سے دور ہے۔ اس سے قبل علم شہریت کی درسی کتابوں میں مساوات پر بحث کرتے ہوئے آئین کی کچھ دفعات پرزور دیا گیا مگر عوام کی زندگی کی سچائیوں کا مناسب طریقے سے خیال نہیں کیا گیا۔اس اکائی میں مختلف انداز اپنایا گیا ہے۔ اس میں اب بھی مختلف طبقوں کے ساتھ ہونے والی نا برابریوں کو اجاگر کرتے ہوئے مساوات کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔

پہلا سبق طلبا کو کانتا، اوم پرکاش اور انصاری خاندان سے متعارف کراتا ہے۔ جنھوں نے مختلف طریقوں سے نابرابری کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ان کے تجربات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم نے عزت و وقار کے تصور کا تعارف کرایا ہے۔ قوانین کو منظور کرنے اور حکمت عملی طے کرنے میں حکومت کے رول پر بحث کی گئی ہے۔قوانین منظور کرنے اور پالیسیوں کی تشکیل میں حکومت کے کردار پر یہ دکھانے کے لیے روشنی ڈالی گئی ہے کہ موجودہ نابرابریوں کے خاتمے کا عزم اُس کا اہم حصہ ہوتا ہے جس کی ذمہ داری حکومتیں اٹھاتی ہیں۔ اس باب میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بھی نابرابری کے مسئلہ سے مختصراً پیش کیا گیاہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے جو بہت سے جمہوری ممالک کی خصوصیات بن گیا ہے۔

اس اکائی کا دوسرا باب اس کتاب کا دسواں سبق ہے۔ یہ پوری کتاب میں مساوات کے اہم تصورات کو اس باب میں یکجا کرتا ہے۔ آخری باب کا اہم حصہ برابری کی جدوجہد میں عوام کے تعاون پر بحث کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ سماجی تحریکوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اور تخلیقی طریقوں (تحریر، گانے، نظموں) کے ذریعے اس مقصد کو حاصل کیا گیا ہے، جس سے عوام اپنے مساوات کے مطالبہ کو پیش کرتے ہیں۔

دونوں ابواب کا مقصد یہ ہے کہ طلبا سمجھ سکیں کہ مساوات اور جمہوریت متحرک تصورات ہیں نہ کہ جامد تصورات۔ سرکار کے ذریعے نئے قوانین اور پروگرام بنانے اور مختلف معاشی اور سماجی مسائل پر عوامی تحریکوں کے ذریعے اس متحرک تصور کی عکاسی ہوتی ہے۔

کانتا، اوم پر کاش، انصاری اور متسیا سنگھ سب کی اپنی مقامی مساوی حیثیت ہے۔ موضوع بحث کے تصورات کو زیادہ مناسب اور اہم بنانے کے لیے مقامی حالات کے پس منظر میں سمجھنا چاہئے۔ کلاس روم میں مساوات پر بحث کرتے ہوئے استاد کی طرف سے رحم دلی، نرمی اور مضبوط لگن و جذبے کی ضرورت ہے تاکہ تمام طلبا کے وقار کا خیال رکھا جا سکے۔

© NCERT not to be republished

باب 1

مساوات کے بارے میں
(On Equality)

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ چھٹی جماعت کی کتاب میں ہم نے جمہوری حکومت کے اہم عناصر کا مطالعہ کیا۔ اس میں عوام کی حصہ داری۔ اختلاف کا حل اور مساوات وانصاف شامل ہیں۔ مساوات جمہوریت کا نمایاں حصہ ہے۔ اور اس کے کام کے ہر رخ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس باب میں آپ مساوات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔ مساوات کیا ہے جمہوریت میں یہ اہم کیوں ہے اور ہندوستان میں ہر کوئی برابر ہے یا نہیں؟ آیئے کانتا کی کہانی سے اس کی شروعات کرتے ہیں۔

منجیت کور
استاد

تیجا سنگھ
تاجر

گریش راو
طالب علم

کانتا دیوی
گھریلو خادمہ

سجاتا کماری
گھریلو خادمہ

الیکشن کے دن کانتا اور اس کی دوست سجاتا اپنا ووٹ ڈالنے کا انتظار کرتی ہوئی۔

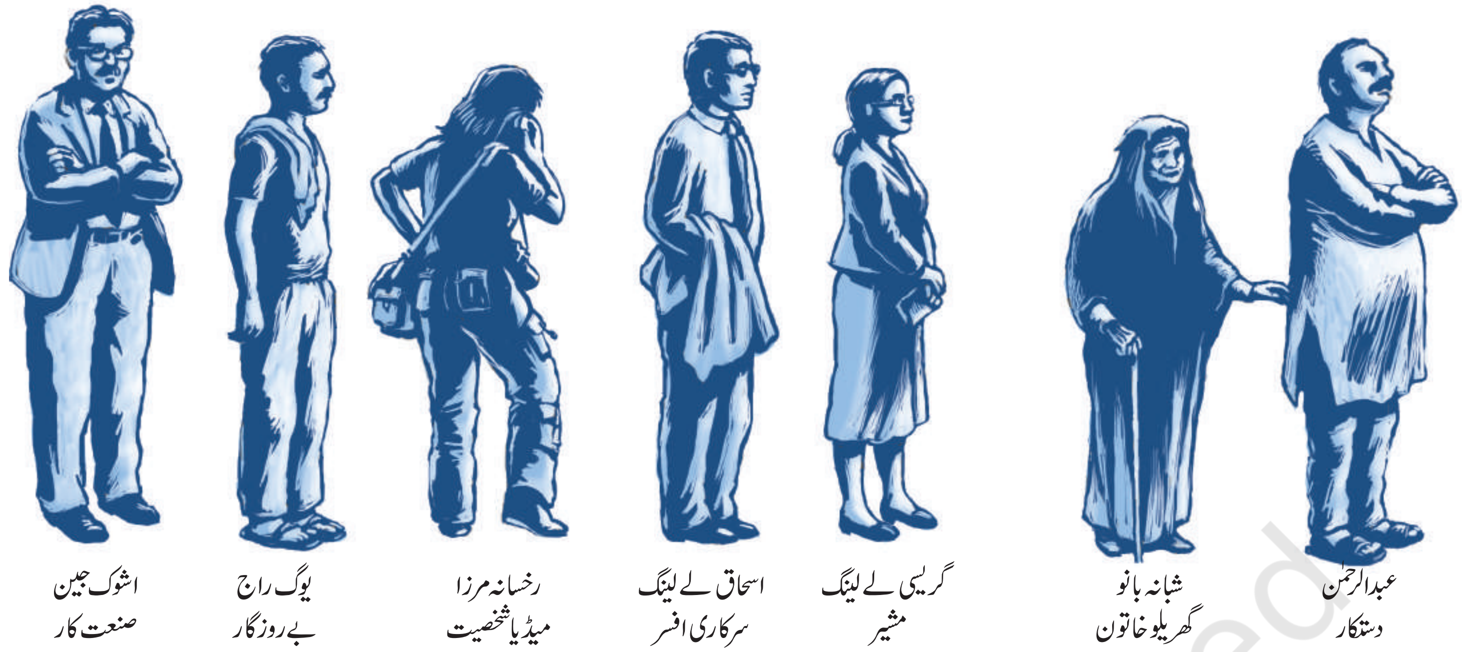

ووٹ ڈالنے کے بعد

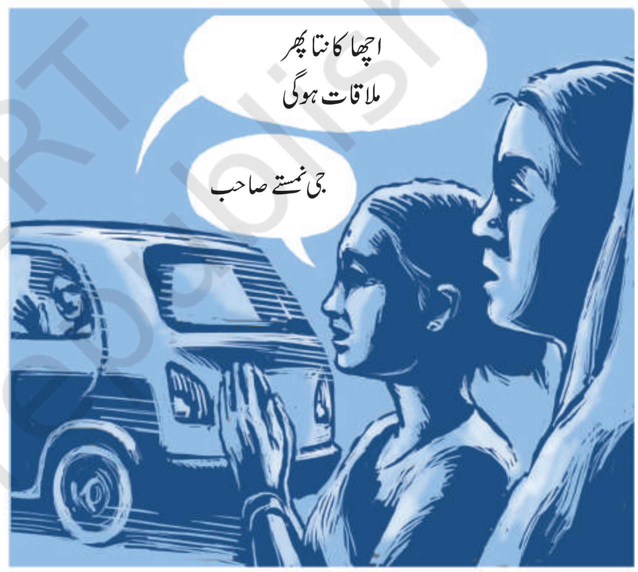

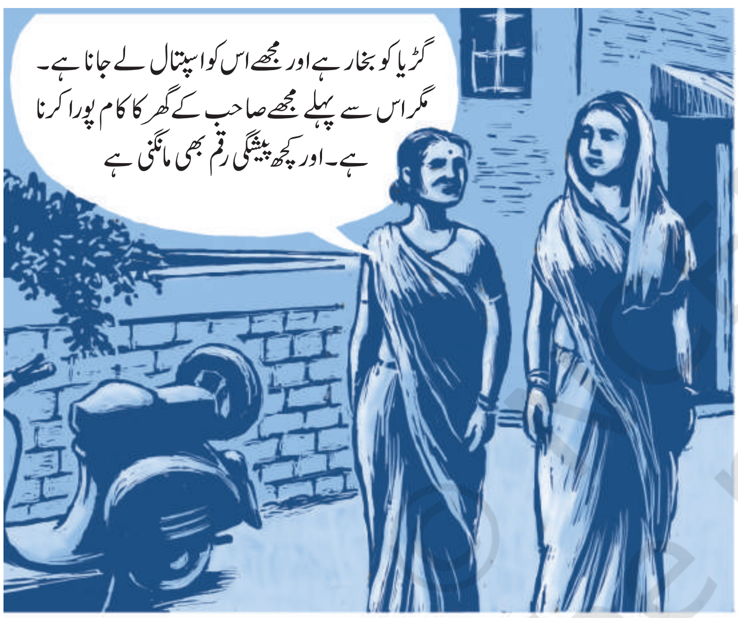

گھر کا منظر

ووٹ ڈالنے کا مساوی حق (Equal right to vote)

اوپر کہانی کی شروعات اس طرح ہوتی ہے کہ کانتا اپنا ووٹ ڈالنے کے لیے قطار میں کھڑی ہے۔ ان لوگوں کی طرف دوبارہ دیکھئے جو اس کے ساتھ قطار میں کھڑے ہیں۔ کانتا اپنے مالک اشوک جین اور پڑوسی چھوٹے لال کو پہچانتی ہے۔ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں تمام بالغ مرد وعورت بلاتفریق ذات ومذہب وتعلیم خواہ غریب ہوں یا امیر سب کو ووٹ دینے کا حق ہے۔ جیسا کہ آپ چھٹی جماعت کی کتاب میں پڑھ چکے ہیں ''بالغوں کا رائے دہی کا حق'' کہلاتا ہے اور یہ تمام جمہوری ممالک کا بنیادی پہلو ہے۔ بالغوں کے رائے دہی کے حق کے تصور کی بنیاد مساوات پر ہے۔ کیوں کہ یہ کہتا ہے کہ ہر بالغ مرد وعورت اپنے ملک میں مال ودولت کی تفریق کئے بغیر، طبقہ وجماعت کا لحاظ کئے بغیر اپنا ایک ووٹ رکھتا ہے۔ کانتا ووٹ ڈالنے کے لیے پر جوش ہے اور اس بات سے خوش ہے کہ وہ دوسرے تمام لوگوں کے برابر ہے کیونکہ ہر کوئی اپنا ایک ووٹ رکھتا ہے۔

مگر جیسے جیسے دن گزرے کانتا کا مساوی حقوق پر یقین کمزور ہوتا گیا۔

کانتا میں کس وجہ سے غیر یقینی آتی ہے۔ آیئے اس کی زندگی کے ایک دن پر نظر ڈالتے ہیں۔ وہ ایک گندی تاریک گلی میں رہتی ہے اور اس کے گھر کے پیچھے سے نالا بہتا ہے۔ اس کی بیٹی بیمار ہے۔ مگر وہ کام سے ایک دن کی چھٹی نہیں لے سکتی کیونکہ اُسے اپنی بیٹی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے اپنے مالک سے قرض لینا ہے۔ گھریلو خادمہ کی حیثیت سے اس کا کام اسے تھکا دیتا ہے اور بالآخر اپنا پورا دن دوبارہ ایک لمبی قطار میں کھڑی ہوکر گزارتی ہے۔ اور یہ قطار سرکاری اسپتال کی ہے۔ مگر یہ ویسی نہیں ہے جیسا کہ صبح کی تھی کیونکہ زیادہ تر لوگ جو اس قطار میں کھڑے ہیں غریب ہیں۔

اسی شام کو

کیا آپ کا خیال ہے کہ کانتا کے پاس اس شک کی معقول وجہ ہے کہ وہ واقعی برابر ہے؟ کہانی میں سے تین وجوہ کی فہرست بنایئے جن سے اُسے یہ احساس پیدا ہو۔

© NCERT not to be republished

مساوات کی دیگر اقسام (Other Kinds of Euqality)

کانتا ان بہت سے لوگوں میں سے ایک ہے جو جمہوری ہندوستان میں رہتے ہیں اور جن میں ووٹ ڈالنے کا بھی حق ہے مگر ان کی روز مرہ کی زندگی اور کام کے حالات برابری سے کوسوں دور ہیں۔ غربت کے ساتھ ساتھ ہندوستانی عوام اور کئی طریقوں سے نابرابری کا سامنا کرتے ہیں۔ آیئے مندرجہ ذیل دو کہانیوں کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں کہانیاں عوام کی زندگیوں کے سچے واقعات پر مبنی ہیں اور ہندوستان میں موجود نابرابریوں کی عکاسی کرتی ہیں۔

ہندوستان میں نابرابری کی عام قسموں میں سے ایک قسم ذات پات کا نظام ہے۔ اگر آپ ہندوستان کے گاؤں میں رہتے ہیں تو ذات کی شناخت ایسی چیز ہے جو آپ غالباً بچپن سے ہی جان گئے ہوں گے۔ اور اگر آپ ہندوستان کے شہروں میں رہتے ہیں تو آپ میں سے کچھ یہ سوچتے ہوں گے کہ لوگ ذات پات پر زیادہ یقین نہیں رکھتے۔ مگر ذرا آپ شادی کے ان اشتہارات کو دیکھیں جو شہر کے بڑے بڑے انگریزی اخبارات میں دیے جاتے ہیں۔ آپ خود یہ اندازہ لگالیں گے کہ ذات پات کا مسئلہ آج بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندوستانی شہریوں کے ذہنوں میں موجود ہے۔

آیئے ایک دلت بچے کے اسکول کے دنوں کے تجربے کے بارے میں پڑھیں۔ آپ دلتوں کے بارے میں پہلے ہی چھٹی جماعت میں پڑھ چکے ہیں۔ دلت ایک اصطلاح ہے جو کہ نام نہاد چھوٹی ذات والے اپنے آپ کو مخاطب کروانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دلت کے معنی ہیں بکھرے ہوئے 'Scatered'۔ اور اس لفظ کو استعمال کرکے وہ اشارہ کررہے ہیں کہ کس طرح پہلے اور اب بھی ان کے خلاف شدید امتیاز برتا جارہا ہے۔

اوم پرکاش والمکی (1950-2013) ایک مشہور دلت مصنف ہیں۔ وہ اپنی سوانح حیات جوٹھن "Joothan" میں لکھتے ہیں کہ ''مجھ کو درجے میں اوروں سے دور بٹھایا جاتا تھا۔ اور وہ بھی فرش پر۔ جہاں پر میں بیٹھتا تھا اس سے پہلے ہی چٹائی بچھ کر ختم ہوجاتی تھی۔ اور کبھی کبھی مجھے سب سے پیچھے بٹھایا جاتا تھا۔ ٹھیک دروازے کے قریب۔ بعض اوقات وہ لوگ مجھے بغیر کسی وجہ کے مارا پیٹا کرتے تھے'' جب وہ چوتھی جماعت میں تھے۔ ان کے صدر مدرس نے ان کو پورے اسکول اور کھیل کے میدان میں جھاڑو لگانے کو کہا۔ وہ لکھتے ہیں ''کھیل کا میدان اتنا بڑا تھا کہ میرا ننھا سا جسم اس پورے

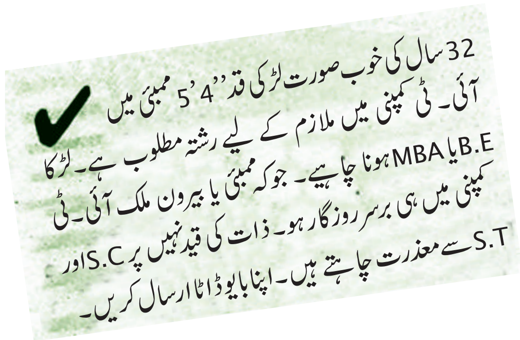
32 سال کی خوب صورت لڑکی قد 5'4'' ممبئ میں آئی۔ ٹی کمپنی میں ملازم کے لیے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا B.E یا MBA ہونا چاہیے۔ جوکہ ممبئ یا بیرون ملک آئی۔ ٹی کمپنی میں ہی برسر روزگار ہو۔ ذات کی قید نہیں پر S.C اور S.T سے معذرت چاہتے ہیں۔ اپنا بایوڈاٹا ارسال کریں۔

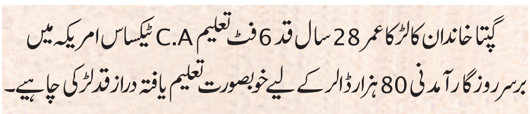
گپتا خاندان کا لڑکا عمر 28 سال قد 6 فٹ تعلیم C.A ٹیکساس امریکہ میں برسر روزگار آمدنی 80 ہزار ڈالر کے لیے خوبصورت تعلیم یافتہ دراز قد لڑکی چاہیے۔

TAMIL BRAHMIN Iyengar groom, 1981 born, Naithruvakashyapa Gothram, Swathi Star, 180cms, tall, fair

اوپر دیے گئے شادی کے اشتہارات میں ذات پات کے حوالے پر گولا بنایئے۔

میدان کی صفائی کرنے کے قابل نہ تھا اور میری پیٹھ میں درد ہونے لگتا۔ میرا چہرہ گرد و غبار سے ڈھک چکا تھا۔ دھول اور مٹی میرے منہ میں چلی گئی تھی۔ میری جماعت کے دوسرے بچے پڑھنے میں مشغول تھے اور میں جھاڑو لگا رہا تھا۔ صدر مدرس اپنے کمرے سے بیٹھے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے پانی پینے جانے کی بھی اجازت نہ تھی۔ میں پورے دن جھاڑو لگاتا رہا۔ کمروں کے دروازوں اور کھڑکیوں میں سے دوسرے بچے اور اساتذہ یہ منظر دیکھتے رہے۔'' اگلے کئی دنوں تک اوم پرکاش کو اسکول اور کھیل کے میدان میں جھاڑو لگانی پڑی ایک روز اتفاق سے جب ان کے والد اسکول کے پاس سے گزر رہے تھے۔ تب انھوں نے اپنے بیٹے کو جھاڑو لگاتے ہوئے دیکھا اور انھوں نے استادوں سے جھگڑا کیا اور اوم پرکاش کا ہاتھ پکڑ کر اسکول سے با آواز بلند یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے ''تم ایک استاد ہو۔ اس لیے میں جا رہا ہوں مگر یاد رکھنا یہ ننھا بچہ یہیں پر پڑھے گا۔ اسی اسکول میں اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد آنے والے اور بھی بچے یہیں تعلیم حاصل کریں گے۔

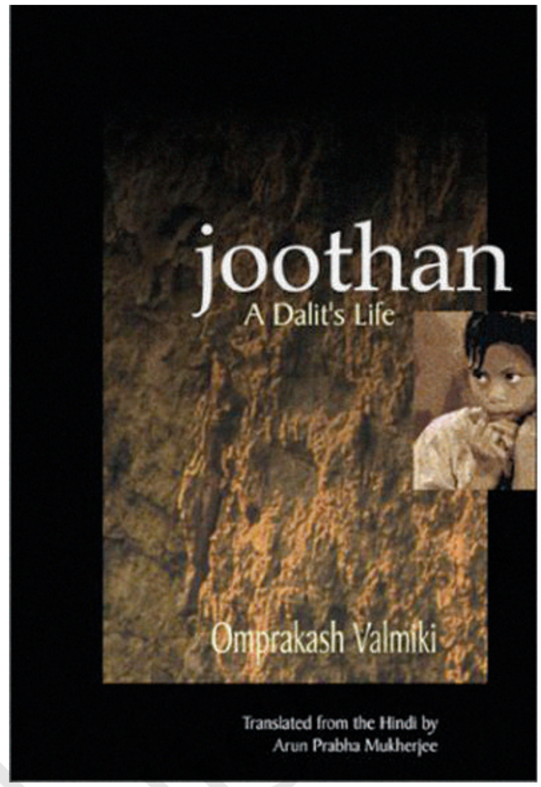

اوم پرکاش والمیکی کی کتاب ''جوٹھن'' کا سرورق، جو کہ ایک دلت کی حیثیت اور بچپن کے تجربات پر روشنی ڈالتی ہے۔

آپ کے خیال میں اوم پرکاش والمیکی کے ساتھ ان کے اساتذہ اور ساتھی نابرابری کا سلوک کیوں کرتے تھے۔ تصور کیجیے کہ آپ اوم پرکاش ہیں۔ چار لائنوں میں لکھ کر بیان کریں کہ ایسی صورت حال میں آپ کیسا محسوس کریں گے؟

دوسری کہانی ایک ایسے واقعے پر مبنی ہے جو ہندوستان کے بڑے شہروں میں سے ایک بڑے شہر میں پیش آیا۔ اور ہمارے ملک کے زیادہ تر حصوں میں عام طور پر ایسے واقعات عام طور پر پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ کہانی انصاری صاحب اور بیگم انصاری کے گرد گھومتی ہے جو شہر کے ایک اپارٹمنٹ میں کرائے کا مکان تلاش کر رہے تھے۔ ان کے پاس پیسے تھے اور کرائے کی رقم ادا کرنا ان کے لیے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ وہ ایک جائداد کے دلال یعنی بروکر (Property dealer) کے پاس گئے تاکہ وہ جگہ ڈھونڈنے میں ان کی مدد کرے۔ تاجر نے انھیں کچھ ایسے اپارٹمنٹ کی معلومات دی جو کرائے پر دستیاب تھے۔ انھوں نے ایک اپارٹمنٹ دیکھا اور انصاری صاحب کو اتنا پسند آیا کہ انھوں نے وہی مکان لینے کا فیصلہ کرلیا۔ تاہم جب مالکہ مکان ان کے نام پوچھے تو اس نے مکان کرائے پر دینے سے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ وہ کسی ایسے شخص کو مکان نہیں دے سکتی جو گوشت کھاتا ہو کیونکہ اس پوری عمارت میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں رہتا جو کہ گوشت خور ہو۔ دونوں ہی انصاری صاحب اور بروکر یہ سن کر حیران رہ گئے کیونکہ پڑوس کے مکان سے مچھلی پکنے کی خوشبو آرہی تھی۔ اسی طرح کے بہانے دوسرے اور تیسرے اپارٹمنٹ میں بھی دوہرائے گئے بالآخر بروکر نے انھیں مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنے نام بدل کر کمار صاحب اور بیگم کمار کرلیں تو یہ مشکل آسان ہوجائے گی۔

انصاری خاندان کے ساتھ نابرابری کا برتاو کیوں کیا جا رہا تھا اگر آپ انصاری صاحب کی جگہ پر ہوتے اور رہنے کے لیے مکان نہ ملتا کیونکہ کچھ لوگ آپ کے مذہب کی وجہ سے آپ کے پڑوس میں نہیں رہنا چاہتے۔ آپ ایسی صورت میں کیا کرتے!

© NCERT not to be republished

انصاری خاندان ایسا کرنے کو تیار نہ ہوسکا اور کچھ اور مکانات تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔ بالآخر انھیں ایک مہینے کی کڑی دوڑ دھوپ کے بعد ایک مکان مالکن ایسی ملیں جو انھیں کرائے پر مکان دینے پر رضامند ہوگئیں۔

اگر آپ انصاری ہوتے تو اپنا نام تبدیل کرنے کے مشورے پر کیا رخ اختیار کرتے؟

وقار کا اعتراف (Recognising Diginity)

کیا آپ اپنی زندگی کے کسی ایسے واقعے کو یاد کر سکتے ہیں جس میں آپ کے وقار کو ٹھیس پہنچی ہو؟ تب آپ کو کیسا محسوس ہوا تھا۔

اب تک آپ سمجھ چکے ہیں کہ جس ذات میں ہم پیدا ہوئے ہیں، جس مذہب کو ہم مانتے ہیں، جس خاندان یا طبقے سے ہم آرہے ہیں خواہ ہم مرد ہوں یا عورت اکثر انھیں اسباب کی بنا پر کچھ لوگوں کے ساتھ نابرابری کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

جب عوام کے ساتھ نابرابری کا سلوک کیا جاتا ہے تو ان کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ جس طرح سے انصاری اور اوم پرکاش والمیکی کے ساتھ سلوک کیا گیا اس سے ان کے وقار کو ٹھیس پہنچی۔ اوم پرکاش سے ان کی ذات کی بنا پر اسکول میں زبردستی جھاڑو دلوا کر ان کے اسکول کے ساتھیوں اور اساتذہ نے ان کے وقار کو بری طرح مجروح کیا اور ان کو یہ احساس دلایا جیسے کہ وہ اسکول کے دوسرے تمام طلبا سے کم تر ہیں۔ بچہ ہونے کی وجہ سے اوم پرکاش اس صورت حال کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے۔ یہ ان کے والد تھے جنھوں نے اپنے بیٹے کو جھاڑو دیتے ہوئے دیکھ کر نابرابری کے برتاؤ کا درد محسوس کیا اور اساتذہ کی مخالفت کی۔ اسی طرح انصاری خاندان کے وقار کو بھی چوٹ پہنچی جب لوگوں نے انھیں اپنا مکان کرائے پر دینے سے انکار کردیا۔ تاہم پراپرٹی ڈیلر نے انھیں نام بدلنے کا مشورہ دیا یہ ان کی خودداری اور وقار تھا جس کی وجہ سے انھوں نے ڈیلر کا مشورہ قبول نہ کیا۔

1975 کی فلم **'دیوار'** میں جوتے پالش کرنے والا لڑکا اجرت کے پیسے اٹھانے سے اس لیے انکار کردیتا ھے کہ اسے سکہ پھینک کر دیا گیا تھا۔ اس کو یہ احساس ھے کہ کام کی اپنی عزت ھے لھذا اس کی اجرت عزت کے ساتھ دی جانی چاھیے۔

اوم پرکاش اور انصاری خاندان اس برتاؤ کے مستحق نہیں ہیں۔ وہ لوگ بھی دوسرے لوگوں کی طرح عزت اور وقار کا برابر حق رکھتے ہیں۔

ہندوستانی جمہوریت میں مساوات (Equality in Indian democracy)

ہندوستان کا آئین تمام لوگوں کو برابر تسلیم کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ملک کا ہر فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت کسی بھی ذات کا ہو کسی بھی مذہب یا قبیلے کا ہو۔ کسی بھی معاشی یا

© NCERT not to be republished

پارلیمنٹ ہماری جمہوریت کا ایک اہم ستون ہے۔ منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے ہماری اس میں نمائندگی ہوتی ہے۔

تعلیمی طبقے سے تعلق رکھتا ہو سب کو برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نابرابری کا وجود ختم ہو چکا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ لیکن کم از کم جمہوری ہندوستان میں تمام لوگوں کے مساوات کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل عوام کے ساتھ برے سلوک اور استحصال کے خلاف کوئی قانون نہیں تھا۔ مگر اب ایسے بہت سے قوانین ہیں جن پر عمل یہ دیکھنے کے لیے کیا جاتا ہے کہ عوام کے ساتھ وقار اور برابری کا سلوک کیا جا رہا ہے۔

دستور میں برابری کو تسلیم کرنے میں درج ذیل دفعات شامل ہیں۔ پہلا ہر شخص قانون کی نگاہ میں برابر ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ملک کے صدر سے لے کر گھریلو خادمہ کا نتا تک سبھی کو یکساں قوانین کی پابندی ضروری ہے۔ دوسرا کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے مذہب، نسل، ذات، مقامِ پیدائش یا مرد یا عورت کی بنیاد پر امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ تیسرا ہر شخص تمام عوامی جگہوں جیسے کھیل کا میدان، ہوٹل، دوکانوں اور بازاروں وغیرہ میں آزادانہ گھوم پھر سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص عوامی کنوئیں، سڑکوں اور نہانے کے گھاٹوں کا استعمال کرسکتا ہے۔ چوتھا چھوا چھوت کا پوری طرح خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

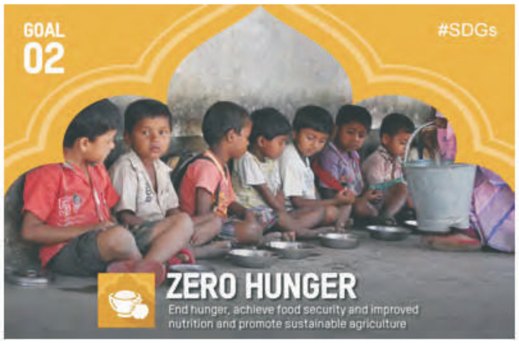

پائدار ترقیاتی ہدف
www.in.undp.org

حکومت نے برابری کے اصول کو دو طریقوں سے نافذ کرنے کی کوشش کی ہے جس کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے۔ پہلا قوانین کے ذریعے دوسرا سرکاری پروگراموں یا کمزور طبقات کی مدد کے لیے چلائی جانے والی اسکیموں کے ذریعے۔ ہندوستان میں

ایسے بہت سے قوانین ہیں جو ہر شخص کے برابری کے حق کی حفاظت کرتے ہیں۔قوانین کے ساتھ ساتھ حکومت نے مختلف اسکیمیں نافذ کی ہیں تا کہ جن افراد اور طبقات کے ساتھ پچھلی کئی صدیوں سے نابرابری کا سلوک ہوتا چلا آ رہا ہے ان کے زندگیوں کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ یہ دو منصوبے ان لوگوں کو بہتر مواقع فراہم کرتے ہیں جو ماضی میں ان چیزوں سے محروم رہے ہیں۔

حکومت کے ذریعے اٹھائے گئے اقدامات میں سے ایک قدم مڈ ڈے میل (Midday Meal) ہے۔ اس پروگرام کے تحت سرکاری اسکولوں میں ابتدائی درجات تک بچوں کو پکا ہوا کھانا مہیا کرایا جاتا ہے۔تمل ناڈو ہندوستان کی وہ پہلی ریاست ہے جس نے 2001 میں اس اسکیم کو سب سے پہلے نافِذ کیا۔ سپریم کورٹ نے تمام صوبائی حکومتوں کو اس منصوبے کو چھ مہینے کے اندر اپنی اپنی ریاستوں میں شروع کرنے کا حکم دیا۔ اس پروگرام کے بہت سے مثبت نتائج سامنے آ چکے ہیں۔اس میں یہ حقیقت بھی شامل ہے کہ زیادہ غریب بچوں نے اسکولوں میں داخلہ لیا ہے اور پابندی سے اسکول آتے ہیں۔ پہلے اساتذہ شکایت کرتے تھے کہ طلبا دوپہر کے کھانے کے لیے اپنے گھر جایا کرتے ہیں۔ ان میں اکثر اسکول واپس نہیں لوٹتے تھے۔مگر جب سے اسکولوں میں مِڈ ڈے میل مہیا کرایا جانے لگا تو ان کی حاضری میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ ماؤں کو اپنے بچوں کو دوپہر کا کھانا کھلانے کے لیے اپنے کاموں کو روکنا پڑتا تھا۔مگر اب انھیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پروگرام نے ذات پات کی تفریق کو گھٹانے میں مدد دی ہے کیونکہ اسکولوں میں تمام ذاتوں کے بچے ایک ساتھ بیٹھ کر ایک جیسا کھانا کھاتے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر دلت عورتوں کو کھانا پکانے کے کام پر مامور کیا گیا ہے۔ مڈ ڈے میل پروگرام نے غریب طلبا کی بھوک مٹانے میں بھی مدد کی ہے جو کہ اکثر بھوکے پیٹ اسکول آتے ہیں۔ اور پڑھائی پر پوری توجہ نہیں دے پاتے۔

حالانکہ حکومت کے پروگرام برابری کے مواقع بڑھانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں مگر اب بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مڈ ڈے میل پروگرام کی وجہ سے اسکولوں میں بچوں کے داخلے اور حاضری میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے ان اسکولوں کے درمیان جن میں غریب بچے پڑھتے ہیں اور جن میں امیروں کے بچے پڑھتے ہیں، بہت فرق ہے۔ آج بھی ہمارے ملک میں بہت سے ایسے اسکول موجود ہیں جن میں اوم پرکاش والمیکی جیسے دلت بچوں سے تفریق برتی جاتی ہے اور نابرابری کا سلوک کیا جاتا

اترا کھنڈ کے ایک اسکول میں بچوں کو مڈّے میل تقسیم کیا جارہا ھے۔

مڈ ڈے میل (Mid Day Meal) پروگرام کیا ہے؟ اس پروگرام کے تین فائدے بتائیے۔ آپ کے خیال میں یہ پروگرام کس طرح برابری کے مواقع فراہم کرنے میں مددگار ہے۔

(3) اپنے علاقے میں حکومت کے کسی ایک منصوبے کے بارے میں معلوم کیجیے۔ اس منصوبے کا مقصد کیا ہے اور یہ کتنا فائدہ مند، کس کے لیے ہے؟

© NCERT not to be republished

ہے۔ ان بچوں کو نابرابری کے حالات میں ڈھکیل دیا جاتا ہے جہاں ان کے وقار اور خودداری کو ٹھیس لگتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ لوگ ان کو برابری کی نگاہ سے دیکھنے سے انکار کردیتے ہیں حالانکہ قانون ان سے یہی چاہتا ہے۔

اس کے خاص اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ لوگوں کے رجحان میں تبدیلی بہت آہستہ آہستہ آتی ہے۔ حالانکہ لوگ اس بات سے باخبر ہیں کہ تفریق کرنا قانون کے خلاف ہے باوجود اس کے لوگ ذات، مذہب، معاشی حالات، معذوری صنف کی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ نابرابری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ موجودہ نظریے کو اگر ہر شخص یہ سمجھ لے کہ کوئی کم تر نہیں ہے اور ہر شخص باوقار برتاؤ کا حقدار ہے تو موجودہ رجحان میں تبدیلی آسکتی ہے۔ جمہوری سماج میں برابری قائم کرنے کے لیے انفرادی اور طبقاتی طور پر پوری کوشش کررہے ہیں۔ اس کے بارے میں آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

دوسری جمہوریتوں میں برابری کے مسائل (Issues of equality in other democracies)

ممکن ہے آپ حیرت کر رہے ہوں کہ کیا ہندوستان واحد ایسا جمہوری ملک ہے جہاں نابرابری ہے اور جہاں برابری کے لیے جدوجہد جاری ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ پوری دنیا کے بہت سے جمہوری ممالک میں برابری کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کے لیے سماج کوشاں ہیں۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ (U.S.A.) میں وہ افریقی امریکی جن کے آباؤ اجداد غلام تھے۔ اور جو افریقہ سے لائے گئے تھے۔ آج بھی نابرابری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ 1950 کے آخر میں افریقی امریکیوں کو برابری کے حقوق دلانے کے لیے تحریک چلائی۔ اس سے قبل ریاستہائے متحدہ امریکہ میں افریقی نژاد امریکیوں کے ساتھ سخت نابرابری و ناانصافی کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اور قانون نے بھی انھیں برابر ماننے سے انکار کردیا تھا۔ مثال کے طور پر بس میں سفر کرتے ہوئے یا تو انھیں بس میں پیچھے بٹھایا جاتا یا پھر کسی گورے کو بیٹھنے کی خاطر سیٹ چھوڑنی پڑتی تھی۔

روزا پارکس (Rosa Parks) (1913-2005) ایک افریقی نژاد۔ امریکن عورت تھی دن بھر کے کام سے تھکی ہونے کے باعث انھوں نے ایک گورے کو ا۔دسمبر

اپنی خودداری کو بیچ کر زندہ رہنا بہت شرم کی بات ہے۔ خود داری زندگی کا سب سے اہم جز ہے اس کے بغیر انسان کی کوئی قیمت نہیں ہے خودداری کے ساتھ زندہ رہنے کے لیے اپنی پریشانیوں پر قابو پانا ہوگا۔ سخت محنت اور انتھک لگن کے بعد ہی اعتماد، طاقت اور پہچان حاصل ہوتی ہے۔

انسان فانی ہے۔ ہر شخص کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے مگر ہر شخص کو خودداری کے رہنما اصول کو اپنانا اور زندگی کو بہتر بنانے کے لیے زندگی قربان کرنے کا عزم کرنا ہوگا۔ ایک بہادر شخص کے لیے اس سے بڑھ کر شرم کی اور کوئی بات نہیں ہوگی کہ اس کی زندگی خودداری سے محروم کردی جائے۔"

بی۔آر۔امبیڈکر

© NCERT not to be republished

روزا پارکس ایک افریقی امریکی عورت جس نے اپنے ایک نافرمانی پر مبنی عمل سے امریکی تاریخ کی راہ بدل دی۔

1955 کو بس کی سیٹ دینے سے انکار کردیا۔ اور اس دن ان کے انکار سے نابرابری کے خلاف ایک عظیم احتجاج کی شروعات ہوئی۔ جس کا شکار افریقی نژاد امریکن تھے اور جسے "Civil Rights Movements" شہری حقوق کی تحریک کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس شہری حقوق ایکٹ:۔ "Civil Right Act..1964" کے تحت نسل۔ مذہب اور قومیت کی بنیاد پر امتیاز برتنے پر روک لگادی گئی اس میں یہ بھی لکھا گیا کہ سبھی افریقی نژاد امریکی بچوں کو کسی بھی اسکول میں داخلہ لینے کی اجازت ہوگی اور اب انہیں ان کے لیے الگ سے قائم کئے گئے اسکولوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود افریقی نژاد امریکیوں کی اکثریت آج بھی ملک کے غریب ترین لوگوں میں شمار کی جاتی ہے زیادہ تر افریقی نژاد امریکی بچے سرکاری اسکولوں میں ہی داخلے لے پاتے ہیں جہاں پر سہولیات کی کمی ہے اور اساتذہ بھی اتنے باصلاحیت نہیں ہیں جتنا کہ نجی اسکولوں میں ہیں، اس کے برخلاف گوروں کے بچے نجی اسکولوں میں پڑھتے ہیں یا ان علاقوں میں رہتے ہیں جہاں پر سرکاری اسکول بھی نجی اسکولوں کی طرح اعلیٰ معیار رکھتے ہیں۔

ہندوستان دستور کے دفعہ 15 سے اقتباس۔

مذہب، نسل، ذات یا صنف یا مقام پیدائش کی بنا پر امتیاز کی ممانعت

ا۔ مملکت محض مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش ان میں سے کسی کی بنا پر کسی شہری کے خلاف امتیاز نہیں برتے گی۔

2۔ کسی شہری کو محض مذہب، نسل، ذات، صنف، مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر

(a) دکانوں، عام ریستواں، ہوٹلوں یا عام تفریح گاہوں میں جانے پر روک نہیں ہوگی۔

(b) حکومت کی طرف سے عوام کی بہبود کے لیے وقف کنوؤں، تالابوں، اشنان گھاٹوں، سڑکوں اور عام آمد ورفت کے مقامات کے استعمال کی اسے پوری آزادی ہوگی۔

جمہوریت کو درپیش مسئلہ (Challenge of Democracy)

کوئی بھی ملک پوری طرح جمہوری ملک نہیں قرار دیا جاسکتا۔ افراد اور طبقات ہمیشہ ہی جمہوریت کے نظریوں کو پھیلانے کی کوشش کررہے ہیں اور موجودہ اور نئے مسائل پر برابری کو تسلیم کرانے پر زور دیتے رہے ہیں۔ اس جدو جہد کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمام لوگوں کو برابر سمجھا جائے اور ان کے عزت اور وقار کو بحال رکھا جائے۔ اس کتاب میں آپ پڑھیں گے کہ کس طرح برابری کے مسائل جمہوری ہندوستان میں ہماری روزمرہ کی زندگی پر اثر ڈالتے ہیں۔ سوچیے ان اسباق کو پڑھتے ہوئے کیا لوگوں کی برابری اور ان کے وقار کو برقرار رکھا گیا ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1۔ جمہوریت میں بالغوں کا حق رائے دہندگی کیوں اہم ہے۔

2۔ باکس میں دیے گئے دفعہ 15 کو دوبارہ پڑھیں اور بتائیں کہ کن دو طریقوں سے یہ دفعہ نابرابری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

3۔ اوم پرکاش والمیکی اور انصاری خاندان کے تجربات کس لحاظ سے یکساں ہیں؟

4۔ ''قانون کی نظر میں سب برابر ہیں'' اس اصطلاح سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔ جمہوری نظام میں اس کی اہمیت کیوں ہے؟

5۔ بھارت سرکار نے Disabilities Act 1995 معذوری ایکٹ منظور کیا۔ یہ قانون بیان کرتا ہے کہ معذوروں کے بھی یکساں حقوق ہیں۔ حکومت سماج میں ان کے لیے تمام سہولتیں فراہم کرے گی۔ حکومت ایسے معذور بچوں کو مفت تعلیم مہیا کرائے گی اور ان کو قومی دھارے سے جوڑے گی۔ یہ قانون یہ بھی بیان کرتا ہے کہ تمام عوامی جگہوں (جیسے اسکول، عمارتوں وغیرہ) میں معذوروں کے لیے ریمپ (Ramp) بنا کر انھیں پہنچنے کے قابل بنائے جائیں۔

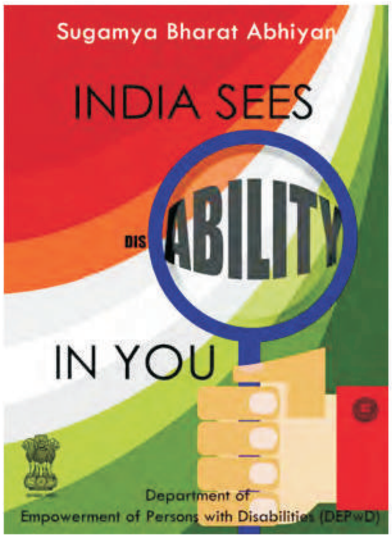

http://disabilityaffairs.gov.in

تصور کیجیے اور اس بچے کے بارے میں سوچیے جسے زینے سے نیچے اتارا جا رہا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا اوپر بنایا گیا قانون اس معاملے میں نافذ ہو رہا ہے عمارتوں تک اس کو آسانی سے پہنچنے کے لیے ابھی کیا کیا جانا باقی ہے۔ زینے سے اس طرح اتار کر لے جانے سے بچے کے وقار اور حفاظت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

فرہنگ

بالغوں کا حق رائے دہندگی (Universal Adult Franchise): جمہوری سماج کا یہ بہت اہم پہلو ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ تمام بالغ (جو کہ 18 سال کے یا اس سے بڑے ہیں) شہری ان کے سماجی اور معاشی پس منظر سے قطع نظر ووٹ ڈالنے کا حق رکھتے ہیں۔

وقار (Dignity): اس کا مطلب ہے کہ انسان خود کو اور دوسرے لوگوں کو عزت کے قابل سمجھے۔ دستور وہ دستاویز ہے جس میں ملک کے عوام اور حکومت کے عمل کے لیے بنیادی قواعد وضوابط شامل کئے گئے ہیں۔

شہری حقوق کی تحریک (Civil Rights Movement): ایک تحریک جو کہ 1950 میں امریکہ (U.S.A) میں شروع ہوئی۔ جس کے تحت افریقی نژاد امریکیوں نے اپنے لیے برابری کے حقوق اور نسلی امتیاز کے خاتمے کی مانگ کی۔

© NCERT not to be republished